نعتیہ ادب کے جواں سال محقق وناقد مشہور نعت گو شاعر وادیب ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی مالیگ کی
آٹھویں پیش کش، دوسری شعری کاوش صنعتِ تشطیر پر مشتمل خوب صورت مجموعہ

تشطیراتِ بخشش

شاعر: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی
(ایم.اے، پی.ایچ.ڈی، یو.جی.سی-نیٹ)

شائع کردہ: اِدارۂ فکرِ نعت
ہرور، تعلقہ ہانگل، ضلع ہاویری، 581104 کرناٹک

جملہ حقوق بہ حقِ شاعر محفوظ

نامِ کتاب : تشطیراتِ بخشش
شاعر : ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی
صنف : شاعری
نظرِ ثانی وتاثرات : توفیق احسنؔ مصباحی، ممبئی
کمپوزنگ : ایس آر گرافکس، مالیگاؤں
سرورق : شفیق رشید آرٹسٹ، مالیگاؤں
صفحات : 56
سنِ اشاعت : 2011ء
تعداد : پانچ سو
قیمت :
مطبع : عتیق رشید آرٹسٹ
ناشر : ادارۂ فکرِ نعت، ہرور، ہانگل، ہاویری، کرناٹک

رابطہ
محمد حسین مُشاہدؔ رضوی ابن عبدالرشید
سروے نمبر ۳۹ پلاٹ نمبر ۱۴، نیا اسلام پورہ مالیگاؤں-423203
ضلع ناسک، مہاراشٹر، موبائل: 9021761740 / 9420230235

ملنے کے پتے
ادارۂ فکرِ نعت، ہرور، تعلقہ ہانگل، 581104 ضلع ہاویری، کرناٹک
سٹی بک ڈپو، نزد قصاب باڑہ مسجد، محمد علی روڈ، مالیگاؤں 423203 ناسک، مہاراشٹر
قادری کتاب گھر، اکھاڑہ مسجد، اسلام پورہ مالیگاؤں

انتساب

عہدِ رواں کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ممتاز نعت گو شاعر پرتوِ کلامِ رضا

شہزادۂ خاندانِ برکات حسان العصر سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی

کی علمی، ادبی اور شعری خدمات کے نام

کہ جن کے نعتیہ کلام کی دھومیں آج اکنافِ عالم میں مچی ہوئی ہیں۔

محمد حسین مُشاہد رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سرنوشت

صنائع و بدائع شاعری کے حُسن و زیور ہیں۔ جس سے کلام میں جان اور لطف پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بغیر شاعری جسدِ بے رُوح معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس کے استعمال میں بڑے ہی قرینے اور سلیقے کی ضرورت ہے۔ اعتدال شرطِ اوّلین ہے۔

اردو کے شعرا نے جہاں ایک طرف شاعری سے اپنی شناخت قائم کیں وہیں دوسری طرف انھوں نے اردو شاعری کو وہ بلندیاں اور رفعتیں بخشی ہیں کہ جن کی وجہ سے آج اردو ہر لحاظ سے ایک مکمل اور پُختہ زبان ہونے کا فخر حاصل کر چکی ہے۔ شاعری ایک تخلیقی فن ہے۔ ادبی صنعتیں اس میں حُسن پیدا کرتی ہیں۔ اس لیے بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اردو زبان کی جملہ صفات میں ایک اہم اور نمایاں خوبی اس کی ''صنعتی شاعری'' ہے۔ اردو میں یہ صنف دوسری اصناف کی طرح عربی و فارسی زبانوں سے آئی ہے۔

حضرت مولوی نجم الغنی رام پوری نے اپنی تصنیف ''بحر الفصاحت'' میں ستّاون صنائعِ لفظی اور چوّن صنائعِ معنوی یعنی کُل ایک سو گیارہ صنعتیں شمار کی ہیں۔ عصرِ جدید کے شعرا اِن صنعتوں کا استعمال شاذ و نادر ہی کر رہے ہیں۔ راقم نے ۲۰۰۵ء میں ''اردو کی دل چسپ اور غیر معرؤف صنعتیں'' نامی ایک رسالہ مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ جسے اہلِ علم نے کافی سراہا؛ مذکورہ رسالہ میں اردو کی غیر معرؤف بل کہ ناپید اور متروک صنعتوں سے کُل چالیس صنعتیں مع تمثیلات و توضیحات پیش کی گئی تھیں۔

پیشِ نظر رسالہ ''تشطیراتِ بخشش'' ایک ایسی ہی غیر معرؤف صنعت ''صنعتِ تشطیر'' پر مشتمل ہے۔ ''تشطیر'' کے لغوی معنی 'چیرنا' ہے۔ اصطلاحِ ادب میں جب شاعر کسی شعر کے دو مصرعوں کے بیچ میں موضوع سے ہم آہنگ مزید دو تضمینی مصرعوں کا اضافہ کرتا

ہے تو اُس صنعت کو ''صنعتِ تشطیر'' کہتے ہیں۔ مثلاً:

''اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے''
دوٗر دامن فکر کا از دست ہے
کام تیرا عام ہوہی جائے گا
''دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا''

مذکورہ بالا مثال میں اعلاحضرت امام احمد رضا محدثِ بریلوی کے مشہوٗر ومعروٗف شعر ؎

''اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہوہی جائے گا''

کے دونوں مصرعوں کے درمیان دو تضمینی مصرعوں کا اضافہ کرکے ''تشطیر'' کا عمل کیا گیا ہے۔

پیشِ نظر رسالہ ''تشطیراتِ بخشش'' میں راقم نے حسان الہند امام احمد رضا محدثِ بریلوی، اُن کے صاحب زادے مفتیِ اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نورؔی بریلوی قدس سرہما اور اپنے مرشدِ گرامی جانشینِ مفتیِ اعظم حضور علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری میاں دام ظلہٗ العالی کے چالیس چالیس اشعار پر ''صنعتِ تشطیر'' کا عمل کرنے کی طالب علمانہ کوشش کی ہے۔ اہلِ نقد ونظر سے التماس ہے کہ خامیوں کی نشان دہی فرما کر حوصلہ افزائی کریں۔

اس رسالہ کی اشاعت وطباعت میں جن حضرات نے تعاون فرمایا راقم ان کا ممنون و متشکر ہے۔ بالخصوص حضرت مفتی محمد توفیق احسنؔ برکاتی (ممبئی) کا میں بے حد شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر اس رسالہ پر نظرِ ثانی فرماتے ہوئے گراں قدر تاثر بھی قلم بند فرمایا۔ موصوف جواں سال محقق وادیب، شاعر اور عالم ومفتی ہیں نیز کئی کتابوں کے مصنف ومترجم بھی ہیں۔ دعا ہے کہ رب عزوجل ہم سب کو حوادثِ روزگار سے محفوظ و مامون رکھے۔ (آمین بجاہِ الحبیب الامین صلی اللہ علیہ وسلم)۔

محمد حسین مُشاہدؔ رضوی، مالیگاوں

۲۵؍نومبر ۲۰۱۰ء بروز پیر

عہدِ نَو کا سب رنگ شاعر......مُشاہدؔ رضوی

توفیق احسنؔ مصباحی، ممبئی

محترم ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی مالیگانوی نسلِ نو سے تعلق رکھنے والے تازہ کار شاعر ہیں۔ جن کی تقدیسی شاعری بھی محض کلاسیکی نہیں کہی جاسکتی؛ بل کہ نُدرتِ فکر کے ساتھ اظہارِ خیال اور ترسیلِ معانی کا جو اچھوتا پن ان کے یہاں دیکھنے کو ملتا ہے وہ مُشاہدؔ رضوی کے شعری امتیاز کو مستحکم کرتا نظر آتا ہے۔ اس لیے یہ بالکل ممکن ہے کہ شاعری جدید بھی ہو اور کلاسیکی اصولوں کی پابندی بھی کرے۔ موجودہ دور کا شعری منظر نامہ غزل اور نظم سے بوجھل نظر آتا ہے، اس وقت ادبی دنیا میں بڑا شاعر وہ مانا جاتا ہے جو غزل اور صنفِ نظم میں آزاد یا پابند ہوکر اپنے شعری سرمایے میں اضافہ کرتا ہے اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر روٗنما ہونے والے نیرنگِ زمانہ حالات، حادثات وواقعات اور فلموں وٹی.وی سیریلوں میں پیش کی جانے والی عشق ومحبت کی داستانوں کو شعری قالب میں ڈھال کر وقت کا مانا جانا لب ولہجہ اور عمدہ اظہارِ محبت کا پختہ گو شاعر کہلانا پسند کرتا ہے۔ اس کی غزلوں اور نظموں کے مجموعے سال بہ سال شائع ہوتے ہیں اور چنیدہ نقّاد بھی اس کے شعری امتیاز کی کھل کر داد دیتے ہیں، اسے ایوارڈز واعزازات بھی ملتے ہیں، اس کے نام ''شامِ غزل'' منائی جاتی ہے، سیمینار منعقد ہوتے ہیں اور اس کا شعری وادبی خطبہ مقالات کی شکل میں پیش ہوکر کتابی صورت میں ''شخصیت وشاعری'' کے نام سے شائع ہوکر دوبارہ کسی ناقد کے پاس مقالہ نگاروں کے تنقیدی رویّے پر تنقید کرنے کے لیے پہونچ جاتے ہیں۔

ممتاز شاعر وادیب جناب زبیر رضوی نے ایک جگہ لکھا ہے:

''موجودہ ادبی منظر نامہ دراصل ان لوگوں کی تگ و دو اور چہل پہل کا منظر نامہ ہے جو اپنی ادبی حیثیت کو پھلتا پھولتا اور خود کو پھولوں کا ہار اور گجرا پہنے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔'' (روزنامہ انقلاب، ممبئی ۲؍اگست ۲۰۰۹ء اتوار)

محترم زبیر رضوی صاحب کی باتوں میں یقینی طور پر صداقت ہے جسے قطعاً جھٹلایا اور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، آج یقیناً ایسا ہورہا ہے اور ''ادبی دہشت گردی'' پورے عروج پر ہے۔ اس سلسلے میں معروف شاعر ونثر نگار سید شکیل دسنوی نے محترم سعید رحمانی کے ادبی جریدے ''ادبی محاذ کٹک اڑیسہ'' شمارہ اپریل تا جون ۲۰۱۰ء میں ایک اداریہ بہ عنوان ''ادبی دہشت گردی'' تحریر کیا

ہے جو انتہائی چشم کشا اور حقائق کا برملا اور دوٹوک اعتراف و اظہار ہے۔

ایک بات اور عرض کردوں کہ زندگی کے قریب تمام شعبوں میں گروہ بندی نے طوفان برپا کر رکھا ہے جس کی وجہ سے ان شعبوں کی تمام تر رونقیں مائل بہ زوال ہیں۔ ادب اور فن بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہا؛ ترقی پسند تحریک، جدیدیت، مابعد جدیدیت کا نہ تو میں یک سر مخالف ہوں نہ بالکل موافق؛ البتہ اس کی آڑ میں ہونے والے غیر ادبی کام اور اس کی جِلو میں فروغ پانے والے غیر ادبی رجحانات نے ادب کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ میں ان تحریکوں اور نظریوں کے ذریعہ ہونے والے فوائد و منافع کا انکار نہیں کر رہا ہوں، گروہ بندی نے اردو زبان و ادب کی ارتقائی راہیں مسدود کر رکھی ہیں۔ جس نے اردو کے قارئین کو بھی بدظن اور متنفر کر دیا ہے آج شاعر ہو یا نثر نگار، تنقید نگار ہو یا افسانہ نگار ہر کسی کو اپنا قاری خود تلاش کرنا پڑ رہا ہے۔

شعری اصناف میں غزل، نظم، قطعہ، رباعی، مرثیہ وغیرہا کو نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔ ہر جدید شاعر اِن اصناف میں طبع آزمائی کرنا چاہتا ہے اور ہر ناقد اُن پر تنقیدی نگاہ ڈالنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب حمد و نعت کو کوئی صنفِ ادب ماننے کو تیار نہ تھا، لیکن آہستہ آہستہ اس رجحان میں کمی آئی، نظریہ بدلا اور اب نعت کو بھی ایک مخصوص صنفِ سخن تسلیم کر لیا گیا ہے۔ یہ بڑی خوش آیند بات ہے۔ اب کسی شاعر کا کوئی غزلیہ یا نظمیہ مجموعہ منظرِ عام پر آتا ہے تو ایک دو حمد و نعت بھی بہ طورِ تبرک ابتدائے کتاب میں شامل رہتی ہے۔

اس وقت میں جس شاعر کے متعلق اظہارِ خیال کر رہا ہوں وہ خالص نعت و حمد و نظم کے شاعر ہیں۔ اصنافِ ادب سے انھیں پوری آگاہی ہے، عروض و قوافی کا گیان بھی انھیں حاصل ہے۔ انھوں نے نعت نگاری سے اپنے شعری سفر کا آغاز کیا اور اب تک مسلسل نعتیہ شاعری قلم بند کر رہے ہیں۔ ادبی دنیا میں ان کا نام کیوں نہیں؟ اس لیے کہ وہ غزل کے شاعر نہیں ہیں۔

مُشاہدؔ رضوی ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اظہار و فروغ جس کا وطیرہ رہا ہے۔ اس لیے مذہبیات کے شبنمی قطرے ان کی شعری کائنات پر چھائے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری خالص اسلامی طرز و ادا کے ساتھ شروع کی اور اب تک شاعری کا تقدس پامال نہیں ہونے دیا۔ ڈاکٹر سید یحییٰ نشیطؔ رکن مجلسِ ادارت بال بھارتی، پونے کے بہ قول:

”لمعاتِ بخشش کا شاعر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی نوعمر و نوجوان ہے۔

بچپن سے ان کا قلم عشقِ رسول ﷺ کے اظہار کے لیے صفحۂ قرطاس پر نعتوں کے موتی بکھیر رہا ہے۔ انھوں نے تقدیسی شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے اور بعض عمدہ اشعار ان اصناف کے تخلیق کیے ہیں۔“

(ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط صاحب سے معذرت کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی انسان کے کام کو نہ تو تخلیق کہا جاسکتا ہے اور نہ اسے خالق سے موصوف مانا جاسکتا ہے نہ اس کی کاوشات کو تخلیقات نام دیا جاسکتا ہے۔)

مُشاہدؔ رضوی نے آنکھیں کھولتے ہی جو ماحول پایا وہ خالص اسلامی ماحول تھا۔ جہاں نعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدھر بھرے نغمات ان کے کانوں میں رس گھولتے نظر آتے تھے۔ نعتیہ مجالس میں انھیں شرکت کا موقع ملتا، مشاہیر نعت گو شعرا کی نعتیں سننے کا اتفاق ہوتا، اور یوں انھیں خود نعت کہنے کا ذوق بیدار ہوا، اور وہ نعتیہ اشعار موزوں کرنے لگے۔ گویا ان کی شاعری کی ابتدا نعت ہے اور اب تک اسی ابتدا کی شاہ راہ میں اپنی فکر و خیال کا جادو جگا رہے ہیں اور بے طرح کامیاب ہیں۔ محترم مُشاہدؔ رضوی نے اپنے شعری سفر کے آغاز کے متعلق خود اظہارِ خیال فرمایا ہے:

”مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب میں جماعت دہم میں زیرِ تعلیم تھا تب اعلا حضرت امام احمد رضا کی مشہورِ زمانہ نعت ؎

زہے عزت و اعتلائے محمد (ﷺ)
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمد (ﷺ)

کی زمین میں پہلی نعت قلم بند کی۔“ (سرنوشت، لمعاتِ بخشش ص ۱۱)

مُشاہدؔ رضوی کی شاعری میں امام احمد رضا کا شعری فیضان جگہ جگہ نمایاں نظر آتا ہے۔ انھوں نے اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف بھی کیا ہے، اپنی پہلی نعت میں لکھتے ہیں ؎

رضا کے کرم سے بنی نعتِ اوّل
جو اوّل رقم کی ثنائے محمد (ﷺ)

مُشاہدؔ رضوی نے ۲۰۰۹ء میں اپنا کل شعری سرمایہ اکٹھا کر کے ایک دیوان کی شکل میں قارئین اور ناقدینِ ادب کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کی اور اس میں پوری طرح کامیاب رہے۔ یوں تو شعری مجموعے ہر روز شائع ہو رہے ہیں، غزلیہ، حمدیہ، نظمیہ، رباعیہ، ہزلیہ وغیرہا؛ لیکن باقاعدگی کے ساتھ دیوان کی شکل میں حروف ہجائیہ کی ترتیب کے ساتھ شاذ و باید کوئی مجموعہ منظرِ عام پر آتا ہے اور وہ بھی خالص نعتیہ شاعری کا دیوان تو بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔

گذشتہ سال محترم سید اولادِ رسول قدسیؔ کے تین شعری مجموعے ایک ساتھ شائع ہوئے

اور تینوں دیوان کی شکل میں؛ ایک نعتیہ، دوسرا غزلیہ، تیسرا نظمیہ...... اس سے قبل ۲۰۰۸ء میں بزرگ شاعر و نقّاد محترم ڈاکٹر صابر سنبھلی مرادآبادی نے اپنا نعتیہ دیوان حروفِ ہجائی کی ترتیب کا لحاظ کرتے ہوئے ۱۴۴/صفحات میں شائع کیا تھا۔

مُشاہدؔ رضوی نے اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنا کل سرمایہ دیوان کی شکل میں ۲۴۰/صفحات پر مشتمل مجلد ''لمعاتِ بخشش'' کے نام سے شائع کرایا تھا۔ جس کی ادبی حلقوں میں کافی پذیرائی ہوئی، اخبارات میں اس کتاب پر تنقیدی و تجزیاتی مضامین نظروں سے گذرے اور بڑوں نے ان کی حوصلہ افزائی کی، جوان کے لیے بڑے اعزاز وانعام کی بات ہے۔

اس سے قبل مُشاہدؔ رضوی نے ۲۰۰۵ء میں ''اردو کی دل چسپ اور غیر معروف صنعتیں'' کے نام سے چالیس نادر و نایاب صنعتوں پر مشتمل ایک کتاب اہلِ علم کی خدمت میں پیش کی تھی جس کے متعلق محترم غلام مصطفیٰ اثر صدیقی کا لکھنا ہے کہ:

''یقیناً محمد حسین مُشاہدؔ رضوی کی یہ کاوش اردو طلبا و طالبات کیلئے ایک اور 'فرہنگِ ادبیات' سے کم نہیں۔''

مُشاہدؔ رضوی کا سنہ ولادت دسمبر ۱۹۷۹ء ہے، جاے پیدائش شہر مالیگاؤں ہے، تعلیمی لیاقت ایم.اے، ڈی.ایڈ، یو.جی سی-نیٹ ہے اور ابھی حال ہی میں انھوں نے اپنا مقالۂ ڈاکٹریٹ بہ عنوان ''مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی کی نعتیہ شاعری کا تحقیقی مطالعہ'' چار سو سے زائد صفحات کو محیط مراٹھواڑہ یونی ورسٹی، اورنگ آباد میں جمع کر دیا ہے۔ اللہ عزوجل انھیں امتیازی نمبروں سے کامیابی عطا فرمائے، آمین۔

موصوف کو بارہویں جماعت اور بی.اے میں اردو مضمون میں ٹاپ پوزیشن حاصل کرنے پر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی طرف سے اعزاز بھی دیا گیا، ۲۰۰۲ء سے تاحال ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول، نیاے ڈونگری، تعلقہ ناندگاؤں ضلع ناشک میں تدریسی ذمہ داری نبھا رہے ہیں اور ان کا اشہبِ قلم بھی پوری تن دہی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ رسائل و جرائد میں ان کے علمی و تحقیقی مضامین اور نعتیہ شاعری مطالعہ میں آتے ہے۔ ممبئ و مالیگاؤں کے اردو اخبارات میں بھی ان کے مقالات تواتر کے ساتھ شائع ہوتے ہیں۔ اس وقت مُشاہدؔ رضوی نے اپنی ایک بالکل نئی کتاب ''تشطیراتِ بخشش'' کا مسودہ میرے مطالعہ کی میز پر سجایا ہے اور اب میں اسی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بہ قول معروف فکشن نگار شاعر و ادیب سید محمد اشرف مارہروی:

''فنِ نعت کسبی نہیں، وہبی ہے، یہ صرف عطاے الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔

البتہ تکنیکی نوک پلک درست کرنے کے لیے مشق اور مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔''

مُشاہدؔ رضوی کی نعتیہ شاعری کے مطالعہ سے یہ حقیقت واشگاف ہوتی ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کے عشقِ رسول ﷺ، فنِ نعت سے والہانہ وابستگی اور سچے نعت گو شعرا سے بے پناہ وارفتگی کی وجہ سے انھیں نعت گو شاعر بنا دیا ہے اور انھوں نے عطاے الٰہی کا سہارا لے کر اپنا قلم خالص نعتیہ شاعری کے لیے وقف کر رکھا ہے وہ کہتے ہیں ؎

ہیں یوں تو اور بھی اصنافِ شاعری لیکن
کسی کا رُتبہ نہیں نعتِ مصطفیٰ کی طرح

اقبالؔ، ذوقؔ، امیرؔ مینائی، محسنؔ کاکوروی، حفیظ جالندھری، احمد رضا بریلوی، استاذِ زمن حسن رضا بریلوی، نوریؔ بریلوی، اختر رضا ازہری، نظمی مارہروی، اجملؔ سلطانپوری، بیکلؔ اتساہی وغیرہا مشہورِ زمانہ نعت گو شعرا کی شاعری کا مطالعہ انھوں نے کیا، جس کی گہری چھاپ ان کی شاعری میں دکھائی دیتی ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود انھوں نے امامِ نعت گویاں احمد رضا بریلوی کو اپنا استاذِ شعر مانا اور ان کے حُسنِ تخیل کی چمک کو اپنا راہ نما...... لکھتے ہیں ؎

رضا کا حُسنِ تخیل ہے رہِ نما میرا
کہ نعت گو نہیں کوئی مرے رضا کی طرح

مُشاہدؔ رضوی کی ایک حمد میں نے کسی اخبار میں پڑھی تھی اس کا مطلع آج بھی ذہن و فکر میں گھومتا نظر آتا ہے ؎

بطونِ سنگ میں کیڑوں کو پالتا ہے تو ہی
صدف میں گوہرِ نایاب ڈھالتا ہے تو ہی

واہ! کیا کہنے، کتنا اچھا مضمون باندھا ہے۔ سید محمد اشرف مارہروی نے ۲۰۰۰ء میں مُشاہدؔ رضوی کو لکھا تھا:

''مجھے دلی خوشی ہوئی کہ ۲۱/برس کا نوجوان اتنی اچھی اردو اتنی صحیح نثر اور ایسی پیاری نعتیہ شاعری لکھنے پر قادر ہے۔''......

اس لیے مجھے مُشاہدؔ رضوی کے تعلق سے مزید کچھ لکھنے کی ہمت نہیں ہو رہی ہے، اور زیرِ نظر کتاب ''تشطیراتِ بخشش'' نے مجھے مسحور کر رکھا ہے۔ کیا لکھوں، کیا نہ لکھوں؟ ...... مُشاہد رضوی نے بجا تحریر کیا ہے: ''صنائع و بدائع شاعری کے حُسن و زیور ہیں۔'' اسی لیے انھوں نے اس حُسن و زیور سے اپنی شاعری کو سجانے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب صنائعِ شاعری کی ایک نمایاں

صنعت ''تشطیر'' پر مشتمل شعری گل دستہ ہے۔ موصوف کے الفاظ میں ''اصطلاحِ ادب میں جب شاعر کسی شعر کے دو مصرعوں کے بیچ میں موضوع سے ہم آہنگ مزید دو تضمینی مصرعوں کا اضافہ کرتا ہے تو اُس صنعت کو 'صنعتِ تشطیر' کہتے ہیں۔''

امام احمد رضا بریلوی، مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی اور اختر رضا ازہری بریلوی کے چالیس چالیس اشعار میں اس صنعت کا استعمال بڑی مہارت اور سلیقہ مندی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جن کے اندر خیالات کی ندرت، جذبے کا تقدس، افکار کی بلندی اور شعریت کی جھلکیاں نمایاں ہیں۔ ہم وزن، ہم قافیہ، ہم رنگ اور ہم مضمون خیال کو ایک ساتھ برتنا کتنا مشکل کام ہے یہ مُشاہدؔ رضوی ہی جان سکتے ہیں۔ کسی زمین پر کوئی شعر کہہ دینا اتنا دِقّت طلب نہیں جتنا کسی مخصوص وزن و قافیہ کی رعایت کے ساتھ موضوع و خیال کی ہم آہنگی کا التزام کرتے ہوئے کوئی شعر قلم بند کرنا ہے اور مُشاہدؔ رضوی نے اس مشکل ترین سفر کو کامیابی کے ساتھ مکمل کیا ہے ؎

''تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نُور کا''
تیرے صدقے پالیا سب نے خزینہ نُور کا
ہر گلِ تر نُور کا ہر ذرّ ذرّہ نُور کا
''تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نُور کا''

آج کسی شاعر یا ادیب کی شعری و ادبی نگارشات کو وزن دار بنانے کے لیے سکّہ بند ناقدین کی آرا سے کام لیا جاتا ہے، میں مُشاہدؔ رضوی کے شعری امتیاز کے اس خاص پہلو کو نمایاں کر کے دیکھنے کے لیے ان کے نعتیہ اشعار کے مطالعہ کی دعوت پیش کرتا ہوں اور بس، ...... ان کے اشعار خود گواہی دیں گے؛ ...... انھیں کسی ناقد کی شہادت کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔

مُشاہدؔ رضوی کی یہ کتاب اگرچہ بہت مختصر ہے لیکن موٹی موٹی کتابوں پر بھاری ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کا بھرپور مطالعہ کیا جائے، بالخصوص ناقدینِ ادب سے ضرور گزارش کروں گا کہ وہ اپنا روئے تنقید نعتیہ شاعری کی طرف بھی موڑنے کی زحمت گوارا کریں۔ یہ بھی زبان و ادب کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ مُشاہدؔ رضوی ایک کامیاب نثر نگار، مایۂ ناز محقق، قادرالکلام شاعر ہیں بل کہ میں تو انھیں عہدِ نَو کا سب رنگ شاعر مانتا ہوں۔ امید ہے کہ ادبی حلقوں میں یہ کتاب پذیرائی کی مستحق ہوگی۔

توفیق احسنؔ، ممبئی (۸/اکتوبر ۲۰۱۰ء شب شنبہ)

حسان الہند اعلاحضرت امام احمد رضا بریلوی کے اشعارِ آب دار پر تشطیرات

☆

''واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا''
کون ہے جس نے نہ پایا کبھی، صدقا تیرا
سارے داتاوں میں ہے طَور نرالا تیرا
''نہیں' سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا''

☆

''تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اُس کو شفیع''
سارے ولیوں میں ہوا مرتبہ ہاں! جس کا رفیع
پرتوِ پاک ترا، عاشق و شیدا تیرا
''جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا''

☆

☆

''فخرِ آقا میں رضاؔ اور بھی اک نظمِ رفیع''
پیشِ رب تیری جو بن جائے گی لاریب! شفیع
یوں تو عالم میں ہے مشہور ترانا تیرا
''چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا''

☆

''ہم خاک اُڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی''
اِس خاک کی اُس خاک میں ہو کاش سمائی
جس خاک میں مدفوں شہِ والا ہے ہمارا
''آباد رضاؔ جس پہ مدینہ ہے ہمارا''

☆

''اتنی رحمت رضاؔ پہ کرلو''
چشمِ عنایت گدا پہ کرلو
آپ مرے ''اعتبار'' آقا
''لا یقربہ البوار آقا''

☆

☆

''اے رضاؔ ہر کام کا اک وقت ہے''
دؤر دامن فکر کا از دست ہے
کام تیرا عام ہو ہی جائے گا
''دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا''

☆

''کروں مدح اہلِ دُوَل رضاؔ، پڑے اس بلا میں مری بلا''
ہے یہ میری زیست کا مدعا، کہ ہو لب پہ نغمۂ مصطفا
جو ہر اک کی کرتا پھرے ثنا، مرے منہ میں ایسی زباں نہیں
''میں گدا ہوں اپنے کریم کا، مرا دین پارۂ ناں نہیں''

☆

''گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضاؔ سے بوستاں''
لہلہا اُٹھے ہیں جن سے سنیت کے گلستاں
وجد میں مصرؤف ہر سؤ لالہ و گل زار ہے
''کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے''

☆

☆

''لے رضاؔ سب چلے مدینے کو''
بادۂ نابِ عشق پینے کو
ہے وہ محرؤم جو کہا نہ کرے
''میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے''

☆

''ہے یہ اُمید رضاؔ کو تری رحمت سے شہا''
ہاں! تری چشمِ عنایت و شفاعت سے شہا
نہ ہو حیران سرِ حشر وہ شیدا ہوکر
''کیوں ہو زندانیِ دوزخ ترا بندا ہوکر''

☆

''اے رضاؔ جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار''
وجد میں ہیں گل و لالہ و چمن زار و بہار
مدح گوے شہِ والا ترا کہنا کیا ہے
''بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے''

☆

☆

''غور سے سُن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا''
حجِّ مبرؤر کا اب ہوگیا ارماں پورا
جاؤ تسکیں دِہِ دل گنبدِ خضرا دیکھو
''میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو''

☆

''اے رضاؔ طوفانِ محشر کے تلاطم سے نہ ڈر''
رنج وغم ،آلامِ دوراں کی تمازت سے نہ ڈر
بن کے رحمت سر پہ ہوں گی سایہ گستر ایڑیاں
''شاد ہو ہیں کشتیِ اُمّت کو لنگر ایڑیاں''

☆

''رضاؔئے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا''
بروزِ حشر رنج وغم کے طوفاں سے نہ گھبرانا
ہے زیبا تاج شاہِ دیں کو اُمّت کی شفاعت کا
''کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُن کی رحمت کا''

☆

☆

‘‘انا اعطینٰك الكوثر’’
ان کا اجارا ہر اک شے پر
مالکِ کل کہلاتے یہ ہیں
‘‘ساری کثرت پاتے یہ ہیں’’

☆

‘‘ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا’’
جام ہمیں دیں گے کوثر کا
تشنہ لب کو ہنساتے یہ ہیں
‘‘پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں’’

☆

‘‘سائلو! دامن سخی کا تھام لو’’
مانگنا ہے جو بھی اُن سے مانگ لو
فضلِ آقا عام ہوہی جائے گا
‘‘کچھ نہ کچھ انعام ہوہی جائے گا’’

☆

☆

‘‘جان ہے عشقِ مصطفا، روز فزوں کرے خدا’’
لب پہ ہو ہر صبح و مسا، نغمۂ نعت ہی سجا
ہیں دردِ دل کی جو دوا، دل اُن کو بھول پائے کیوں
‘‘جس کو ہو درد کا مزا، نازِ دوا اُٹھائے کیوں’’

☆

‘‘کلکِ رضؔا ہے خنجرِ خوں خوار برق بار’’
اہلِ دغا کے سینے میں بن جائے جس سے غار
اہلِ وفا یہ وِرد سدا بے خطر کریں
‘‘اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں’’

☆

‘‘رہے گا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا’’
قسم رب کی دشمن سے نہ رُک سکے گا
مٹیں گے سبھی کینہ پھیلانے والے
‘‘پڑے خاک ہوجائیں جل جانے والے’’

☆

☆

''برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت''
ہیں ہم بھی شہِ دیں طلب گارِ برکت
بلائیں ہمیں کہہ کے او جانے والے
''بدوں پر بھی برسادے برسانے والے''

☆

''عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا''
رتبہ دیکھو شاہِ انس و جان کے مدّاح کا
چھوڑ کر جب دوستو! وہ معمورۂ ظاہر گیا
''عرش سے ماتم اُٹھے وہ طیّب و طاہر گیا''

☆

''عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طُرفہ دھوم دھام''
کونین میں ہے چار سُو تیرا ہی ذکر صبح و شام
واصف ترا مرے نبی ، خلّاقِ دوجہان ہے
''کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے''

☆

☆

''خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ''
اُن کی عظمت کے ترانے گائیں گے صبح و مسا
جشنِ میلادالنبی یوں ہی مناتے جائیں گے
''دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے''

☆

''ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا''
مکینِ خلد وہ ہوگا ، جو اِن کے در پہ مِٹا
جو راہِ حق کے یہ روشن چراغ لے کے چلے
''وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے''

☆

''چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں''
سؤرج اُلٹے پاؤں پلٹے،ٹوٹی ہڈی بھی جڑیں
سر سے پا تک معجزہ ذاتِ شہِ ابرار ہے
''بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے''

☆

☆

”جان و دل ہوش وخرد سب تو مدینے پہنچے“
اُن کے احسان سے طیبہ کو سفینے پہنچے
جسم ہے ہند میں طیبہ کو دل و جان گیا
”تم نہیں چلتے رضؔا سارا تو سامان گیا“

☆

”وہ گل ہیں لب ہائے نازک اُن کے، ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے“
تبسم ایسا کہ ہنس دیں روتے ، تکلم ایسا فصیح ہوں گونگے
نبیِ رحمت کا حُسنِ نمکیں ، کہاں شمار و حساب میں ہے
”گلاب گلشن میں دیکھے بلبل ، یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے“

☆

”اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا“
درختوں سے اقرار کروالیا، پہاڑوں نے صلِّ علا پڑھ لیا
علی کی ”قضا“ کو ادا کر دیا، یہ رفعتِ شاں تمہارے لیے
”گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب وتواں تمہارے لیے“

☆

☆

”قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نوُر کے“
ظلمتِ مرقد میں روشن ہوں گے بُقعے نوُر کے
زیرِ لب جاری رہے مدحت رسول اللہ کی
”جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی“

☆

”لا وربِّ العرش جس کو جو مِلا اُن سے مِلا“
نعمتوں کے باخدا قاسم ہیں پیارے مصطفا
ہے ہر اک انسان کو حاجت رسول اللہ کی
”بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی“

☆

”شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب“
جو نہ رکھّے دل میں تکریمِ حبیب
اُس سے اے لوگو! عداوت کیجیے
”اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے“

☆

☆

’’سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہوجائے‘‘
دُور نقصان و زیاں شاہِ اُمم ہوجائے
کشتِ بے نخل کی قسمت کو سنوارے گیسوُ
’’چھائیں رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسوُ‘‘

☆

’’میرے ہر زخمِ جگر سے یہ نکلتی ہے صدا‘‘
تیری اُلفت کی چبھن میں ہے ملی غم کی دوا
اپنا غم دے دے مرے سرورِ خوباں ہم کو
’’اے ملیحِ عَرَبی کر دے نمک داں ہم کو‘‘

☆

’’تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نوُر کا‘‘
تیرے صدقے پالیا سب نے خزینہ نوُر کا
ہر گلِ تر نوُر کا ہر ذرّہ ذرّہ نوُر کا
’’تُو ہے عینِ نوُر تیرا سب گھرانا نوُر کا‘‘

☆

☆

’’بائیں رستے نہ جا مسافر سُن‘‘
تجھ پہ طاری ہے یہ کہاں کی دُھن
دُزدِ ایماں ہزار پھرتے ہیں
’’مال ہے راہ مار پھرتے ہیں‘‘

☆

’’تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا‘‘
اُونچے اُونچوں کو شہِ دین کا منگتا دیکھا
سن لو ہر ایک سے لاریب! ہے بالائیِ دوست
’’سارے داراوں کی دارا ہوئی دارئیِ دوست‘‘

☆

’’باعطا تم ، شاہ تم ، مختار تم‘‘
مالکِ کوثر شہِ ابرار تم
بے عمل ، بے آسرا سرکار ہم
’’بے نوا ہم ، زار ہم ، ناچار ہم‘‘

☆

☆

''اُن دو کا صدقہ جن کو کہا پھول ہیں مرے''
شبّابِ اہلِ خلد ہیں فرمانِ شاہ سے
شاداب جن سے دینِ مبیں کا جمالِ گل
''کیجے رضاؔ کو حشر میں خندہ مثالِ گل''

☆

''ملکِ سُخن کی شاہی تم کو رضاؔ مُسلّم''
دُنیاے علم وفن میں ہے شان تیری محکم
عشقِ شہِ دَنا کے دریا بہادیئے ہیں
''جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں''

☆

قطعاتِ بخشش ....ڈاکٹر مُشاہدؔ رضوی

نشاط انگیز ہے لمحہ بڑا نعتیں سنانے کا
غم و آلامِ دوراں کی تمازت کو مٹانے کا
ہے ذکرِ مصطفا بھی باعثِ تسکینِ جان ودل
دلِ ظلمت زَدا کو نور کا بقعا بنانے کا

☆

قابلِ رشک یہ احساس ہے سوچیں تو سہی !
طیبہ جانے کی مجھے آس ہے سوچیں تو سہی!
مجھ کو دیدارِ رُخِ شاہِ مدینہ ہو کبھی
کیسی سندر یہ مری پیاس ہے سوچیں تو سہی!

حضور مفتیِ اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی
کے اشعارِ آب دار پر تشطیرات

☆

''بختِ خفتہ نے مجھے روضہ پہ جانے نہ دیا''
حالِ دل شاہِ مدینہ کو سنانے کو نہ دیا
جالیِ پاک کو آنکھوں میں بسانے نہ دیا
''چشم و دل سینے کلیجے سے لگانے نہ دیا''

☆

''پیا ہے جامِ محبت جو آپ نے نوریؔ''
اُسی کی طاری رہے جان و دل میں مخموری
ہو جس سے پیدا سرؤر و بہار آنکھوں میں
''رہے ہمیشہ اُسی کا خمار آنکھوں میں''

☆

☆

''تلاطم کیسا ہی کچھ ہو مگر اے ناخدائے من''
وہ تھم جائے تصور سے آقا آپ کے فوراً
معاون خود ہماری تیز تر منجدھار ہو جائے
''اشارا آپ فرما دیں تو بیڑا پار ہو جائے''

☆

''تمہارے حکم کا باندھا ہوا سؤرج پھرے اُلٹا''
اشارے سے تمہارے چاند بھی ہو جائے دو ٹکڑا
کنواں میٹھا، جو چاہو تو شہِ ابرار ہو جائے
''جو تم چاہو کہ شب دن ہو ابھی سرکار ہو جائے''

☆

''تمہارا نؤر ہی ساری ہے اُن ساری بہاروں میں''
گلوں میں، لالہ زاروں میں، چمن میں مرغ زاروں میں
یقیناً باعثِ تزئینِ گلستاں بوستاں تم ہو
''بہارؤں میں نہاں تم ہو بہارؤں سے عیاں تم ہو''

☆

☆

''ریاضت کے یہی دن ہیں بڑھاپے میں کہاں ہمّت؟''
جوانی کی عبادت ہے یقیناً باعثِ عزّت
مخاطب خود سے ہو کر کہتے ہیں سب کو، کہاں تم ہو؟
''جو کچھ کرنا ہو اب کرلو ابھی نوریؔ جواں تم ہو''

☆

''ثنا منظؤر ہے اُن کی نہیں یہ مدعا نوریؔ''
نبی کے عشق و الفت کے ہو تم اک رہِ نما نوریؔ
کہ باغِ نعت کے اک بلبلِ شیریں بیاں تم ہو
''سخن سنج و سخن ور ہو سخن کے نکتہ داں تم ہو''

☆

''گرفتارِ بلا حاضر ہوئے ہیں ٹوٹے دل لے کر''
کرم فرمایئے شاہِ مدینہ ہم گداوں پر
مداوائے غمِ دوراں شہِ خیرالورا تم ہو
''کہ ہر بے کل کی کل ٹوٹے دلوں کا آسرا تم ہو''

☆

☆

''جلوۂ حُسنِ جہاں تاب کا کیا حال کہوں''
حُسنِ والشّمس کی کس چیز سے تشبیہ کروں
جُز خدا وصف میں انسان پریشاں ہوگا
''آئینہ بھی تو تمہیں دیکھ کے حیراں ہوگا''

☆

''میں کیوں غیر کی ٹھوکریں کھانے جاؤں''
بجز تیرے صدقہ کہاں سے میں پاؤں
ترا نام آقا پکارا کروں میں
''ترے در سے اپنا گذارا کروں میں''

☆

''خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوریؔ''
مدینے کی حاصل ہمیں ہو حضوری
دل و جان سب اُس پہ وارا کروں میں
''مدینے کی گلیاں بُہارا کروں میں''

☆

☆

''سرشار مجھے کردے اک جامِ لبالب سے''
الطاف وعنایت کا طالب ہوں شہا کب سے
جلووں سے چمک جائے اِس دل کا نہاں خانہ
''تا حشر رہے ساقی آباد یہ مَے خانہ''

☆

''میں تری رحمت کے قرباں اے مرے امن واماں''
کُن نگاہے لطف و رافت سوے جملہ سُنّیاں
حال ابتر ہورہا ہے آپ کے بیمار کا
''کوئی بھی پُرساں نہیں ہے مجھ سے بدکردار کا''

☆

''کُن کا حاکم کردیا اللہ نے سرکار کو''
مالکِ کل کردیا اللہ نے سرکار کو
ہے جلالِ بے نہایت آپ کے دربار کا
''کام شاخوں سے لیا ہے آپ نے تلوار کا''

☆

☆

’’جاگ اُٹھی سوئی قسمت اور چمک اُٹھا نصیب‘‘
ہیں وہی لاریب! جن وانس کے حاذِق طبیب
پل میں رنج وغم مٹا ، سب شاہ کے بیمار کا
’’جب تصور میں سمایا روے انور یار کا‘‘

☆

’’ہے عام کرم اُن کا اپنے ہوں کہ ہوں اعدا‘‘
منکر کو بھی دیتے ہیں رحمت سے دُعا آقا
ہے کام شہِ دیں کا سب کو ہی عطا کرنا
’’آتا ہی نہیں گویا سرکار کو ’لا‘ کرنا‘‘

☆

’’روز و شب مرقدِ اقدس کا جو نگراں ہوگا‘‘
وہ جو قسمت سے درِ پاک کا درباں ہوگا
ہاں! وہی سب سے بڑا دہر میں شاداں ہوگا
’’اپنی خوش بختی پہ وہ کتنا نہ نازاں ہوگا‘‘

☆

☆

’’قبر کا ہر ذرّہ اک خورشیدِ تاباں ہو ابھی‘‘
ظلمتِ مرقد میں پھیلے روشنی ہی روشنی
تم جو ہو جلوا نما مہرِ عجم ماہِ عرب
’’رُخ سے پردا دو ہٹا مہرِ عجم ماہِ عرب‘‘

☆

’’ہے تم سے عالم پُر ضیا ماہِ عجم مہرِ عرب‘‘
اے میرے حُسنِ والضحیٰ ماہِ عجم مہرِ عرب
ہے دل مرا ظلمت زدا ماہِ عجم مہرِ عرب
’’دے دو مرے دل کو جلا ماہِ عجم مہرِ عرب‘‘

☆

’’ان کو دیکھا تو گیا بھول میں غم کی صورت‘‘
دوٗر اک پل میں ہوئی ظلم وستم کی صورت
جب سے نظروں میں سمائی ہے حرم کی صورت
’’یاد بھی اب تو نہیں رنج و الم کی صورت‘‘

☆

☆

''اے سحابِ کرم اک بُوند کرم کی پڑ جائے''
سوکھی کھیتی میں جو شادابیاں لے کر آئے
دُور ہوجائے ہر اک رنج و الم کی صورت
''صفحۂ دل سے مرے محو ہو غم کی صورت''

☆

''ماہِ طیبہ نیرِ بطحا صلی اللہ علیک وسلم''
نُورِ قادرِ مطلق آقا صلی اللہ علیک وسلم
دُور ہوا سب تجھ سے اندھیرا صلی اللہ علیک وسلم
''تیرے دم سے عالم چمکا صلی اللہ علیک وسلم''

☆

''میرے آقا میرے مولا، آپ سے سُن کرانی لہا''
نفسی نفسی کا عالم تھا ، درد و غم سب دُور ہوا
مژدہ سُن کر میرے شاہا صلی اللہ علیک وسلم
''دم میں ہے دم میرے آیا صلی اللہ علیک وسلم''

☆

☆

''سنو گے 'لاَ' نہ زبانِ کریم سے نورؔی''
ملیں گی نعمتیں ساری ، قسیم سے نورؔی
یہی تو رب کے خزانے لُٹانے آئے ہیں
''یہ فیض و جُود کے دریا بہانے آئے ہیں''

☆

''نصیب تیرا چمک اُٹھا دیکھ تو نورؔی''
مِلی ہے تُربتِ خاکی میں جا کے مسرُوری
وہ اپنا جلوہ آرا دکھانے آئے ہیں
''عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں''

☆

''یہ آسمان کے تارے ، یہ نرگسِ شہلا''
گلاب و موگرا ، جوہی ، چنبیلی اور چمپا
ترے ہی دم سے ہے پھیلی بہار آنکھوں میں
''ترا ہی جلوا ہے ان بے شمار آنکھوں میں''

☆

☆

”نہ صرف آنکھیں ہی روشن ہوں دل بھی بینا ہو“
بصر کے ساتھ بصیرت مری مجلّا ہو
قرار آئے مری بے قرار آنکھوں میں
”اگر وہ آئیں کبھی ایک بار آنکھوں میں“

☆

”دوٗر ساحل موج حائل پار بیڑا کیجیے“
اک نگاہِ التفات اے میرے شاہا کیجیے
زور پر طوٗفان ہے کچھ آسرا ملتا نہیں
”ناو ہے منجدھار میں اور ناخدا ملتا نہیں“

☆

”دونوں عالم پاتے ہیں صدقہ اُسی سرکار کا“
جس کو جو ملتا ہے وہ تو ہے اُسی دربار کا
بے وسیلہ مصطفا کے مدعا ملتا نہیں
”خوٗد خدا سے پائے جو اُن کے سِوا ملتا نہیں“

☆

☆

”پیاسو! مژدہ ہوکہ وہ ساقیِ کوثر آئے“
لو مبارک ہو کہ اب شافعِ محشر آئے
جن سے ہر سمت سکوں ، لوگو! بپا ہوتا ہے
”چَین ہی چَین ہے اب جام عطا ہوتا ہے“

☆

”کیسا تاریک دنیا کو چمکا دیا“
ظلمتیں دوٗر کیں نوٗر برسا دیا
شرک دنیا سے کیسا مٹا کر چلے
”سارے عالم میں کیسی ضیا کر چلے“

☆

”ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد“
خدایا! رہ نہ سکیں وہ کبھی بھی خوش آباد
اُنھیں تُو جلد مٹا ، یا خدا مدینے سے
”الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے“

☆

☆

''خدا کے فضل سے ہر خشک و تر پہ قدرت ہے''
عیاں زمانے پہ آقا تمہاری شوکت ہے
جو شاخ لڑنے کو دو ، تیغ سر بہ سر ہو جائے
''جو چاہو تر ہو ابھی خشک ، خشک تر ہو جائے''

☆

''دلوں کو یہی زندگی بخشتا ہے''
اِسی میں تو عاشق کو حاصل مزا ہے
فنا اِس میں جو ہو اُسے ہی بقا ہے
''ترا دردِ اُلفت ہی دل کی دوا ہے''

☆

''محبت تمہاری ہے ایمان کی جاں''
نہیں جس کے دل میں وہ کیا ہو مسلماں
جو مٹ جائے اُن پر وہی باوفا ہے
''اگر یہ نہیں ہے تو ایماں ہَوا ہے''

☆

☆

''تُو خدا کا ہُوا اور خدا تیرا''
رب نے مختارِ کل تجھ کو ہی کر دیا
تیری ہی تو خدا تک رسائی ہے
''تیرے قبضہ میں ساری خدائی ہے''

☆

''ترا مرتبہ کیوں نہ اعلا ہو مولا''
کہ تُو لعل ہے فاطمہ و علی کا
نبی کا دلارا شہا غوثِ اعظم
''ہے محبوبِ ربُّ العلا غوثِ اعظم''

☆

''بڑھے حوصلے دشمنوں کے گھٹا دے''
اے بغداد والے تُو اُن کو مٹا دے
بڑھے جا رہے ہیں ستم غوثِ اعظم
''ذرا لے لے تیغِ دودَم غوثِ اعظم''

☆

☆

''اُس رضا پر ہو مولا رضائے حق''
اُس کا چرچا بڑھے از افق تا افق
جس نے مدحت تمہاری سکھائی ہے
''راہ جس نے تمہاری چلائی ہے''

☆

''محیِ سنت ، حامیِ ملّت ، مجدّد دین کا''
گلشنِ عشقِ نبی کا عندلیبِ خوش نوا
عاشقِ خیرالوریٰ ، وہ رہِ نُما ملتا نہیں
''پیکرِ رُشد و ہدا احمد رضا ملتا نہیں''

☆

قطعاتِ بخشش..........ڈاکٹر مُشاہدؔ رضوی

دیا جو درسِ اُخوّت نبیِ رحمت نے
زمانہ کیا کبھی کوئی مثال لاپائے؟
بدن جھلس گیا چھوٹا نہ دامنِ احمد
کبھی کیا کوئی جوابِ بلال لاپائے؟

☆

ضعیفہ راہ میں تنقیصِ شان کرتی رہی
مرے حضور کے لب پر سجی رہی مسکان
نبیِ پاک کا خُلقِ عظیم جب دیکھا
سعید تھی ، وہ ہوئی پل میں صاحبِ ایمان

جانشینِ مفتیِ اعظم علامہ اختر رضا قادری ازہری میاں قبلہ کے اشعارِ آب دار پر تشطیرات

☆

''داغِ فرقتِ طیبہ قلبِ مضمحل جاتا''
آرزووں کا صحرا باغ بن کے کھل جاتا
حاضری کا غم میرے دل سے مُستقل جاتا
''کاش گنبدِ خضرا دیکھنے کو مل جاتا''

☆

''مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی''
ہے ہر سُو روشنی جاری ، انھیں کے روئے تاباں کی
مٹیں جو ظلمتیں ساری ہے صدقہ ان کی رحمت کا
''اُجالا ہے حقیقت میں انھیں کی پاک طلعت کا''

☆

☆

''عفو و عظمتِ خاکِ مدینہ کیا کہیے''
علو و رفعتِ خاکِ مدینہ کیا کہیے
کہاں سے رتبہ کبھی اِس سے اعلا پائے فلک
''اسی تراب کے صدقے ہے اعتدائے فلک''

☆

''ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستم گارو!''
فقط ہے چار دن کی چاندنی سُن لو جفا کارو!
تمہارا نام تک بھی ہوگا نہ کچھ کوے سرور میں
''سنو! ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دورِ ستم گر میں''

☆

''بناتے جلوہ گاہِ ناز میرے دیدہ و دل کو''
قرار آتا یقیناً اس طرح سے قلبِ بسمل کو
وہ رہتے دیدۂ تر میں تو رہتے قلبِ مضطر میں
''کبھی رہتے وہ اِس گھر میں کبھی رہتے وہ اُس گھر میں''

☆

☆

''ڈوبے رہتے ہیں تری یاد میں جو شام و سحر''
نغمۂ نعت سجے رہتے ہیں جن کے لب پر
غم و آلام سے لوگوں کو بچا جاتے ہیں
''ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں''

☆

''دشتِ طیبہ چھوڑ کر میں سیرِ جنت کو چلوں''
خارِ طیبہ لے کے میں گل کی تمنا کیوں کروں
کون کہتا ہے کہ ایسی آگہی اچھی نہیں
''رہنے دیجے شیخ جی دیوانگی اچھی نہیں''

☆

''خاکِ طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی''
خاکِ طیبہ میں فنا ہونے کی ہے خواہش مری
اُس کو بِن دیکھے جہاں کی ہر خوشی اچھی نہیں
''خاکِ طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں''

☆

☆

''طوقِ تہذیبِ فرنگی توڑ ڈالو مومنو!''
اس میں اپنی زندگی ہرگز نہ ڈھالو مومنو!
حق کے متوالو! سنو یہ زندگی اچھی نہیں
''تیرگی انجام ہے یہ روشنی اچھی نہیں''

☆

''دامنِ دل جو سوئے یار کھنچا جاتا ہے''
اک تصور سے ہی روضہ کے مزا آتا ہے
مجھ پہ سوغاتِ کرم اُس نے لٹایا ہوگا
''ہو نہ ہو اس نے مجھے آج بُلایا ہوگا''

☆

''دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت''
شامِ غم تاباں ہوئی نوری سحر کی صورت
کہکشاں سے ہے سِوا اُن کے بیانات کی رات
''کتنی روشن ہے رُخِ شہ کے خیالات کی رات''

☆

☆

''جس کی تنہائی میں وہ شمعِ شبستانی ہے''
اُس کا ہر تارِ نفَس مثلِ قمر نورانی ہے
وہ تو کہلاتی ہے انوار کے برسات کی رات
''رشکِ صد بزم ہے اُس رندِ خرابات کی رات''

☆

''اک اشارے سے کیا شق ماہِ تاباں آپ نے''
پل میں لوٹایا ہے خورشیدِ درخشاں آپ نے
پتھروں نے دی گواہی اے مرے جانِ جمال
''مرحبا صد مرحبا صلِ علیٰ شانِ جمال''

☆

''حاسدانِ شاہِ دیں کو دیجیے اختؔر جواب''
اُن کی سیرت کا ورق روشن ہے مثلِ ماہ تاب
حشر کے دن دیکھ لینا کیسی ہے شانِ جمال
''درحقیقت مصطفیٰ پیارے ہیں سلطانِ جمال''

☆

☆

‘‘نوٗر کے ٹکڑوں پہ اُن کے بدر و اختر بھی فدا’’
ہورہا ہے اُن پہ وہ سدرہ کا شہِ پر بھی فدا
رشکِ مہر و ماہ و اختر ہیں سراسر ایڑیاں
‘‘مرحبا کتنی ہیں پیاری اُن کی دل بر ایڑیاں’’

☆

‘‘یاخدا! تاوقتِ رخصت جلوہ افگن ہی رہیں’’
سختیِ خورشیدِ محشر سے حفاظت بھی کریں
تیرے پیارے کی خدایا! مہرِ انور ایڑیاں
‘‘آسمانِ نوٗر کی وہ شمسِ اظہر ایڑیاں’’

☆

‘‘جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے’’
ہر اک کو نعمتِ دارین اُن سے ملتی ہے
جو ان کے در پہ مِٹوں کام یاب ہوجاؤں
‘‘میں کیوں نہ وقفِ درِ آں جناب ہوجاؤں’’

☆

☆

‘‘تپشِ مہرِ قیامت کو سہیں ہم کیسے’’
سوچتے ہیں کہ اِس دل سے مٹیں غم کیسے
سایۂ گیسوئے رحمت مرے آقا دے دو
‘‘اپنے دامانِ کرم کا ہمیں سایا دے دو’’

☆

‘‘نہیں جچتی جنت بھی نظروں میں ان کی’’
پسند اُس کو گل کی نہ کچھ تازگی بھی
کہ جو ہوگیا ہے نثارِ مدینہ
‘‘جنھیں بھا گیا خارزارِ مدینہ’’

☆

‘‘گردشِ دور نے پامال کیا مجھ کو حضور’’
غم و آلام سے میں ہوگیا آقا رنجور
گنبدِ سبز دکھاؤ تو بہت اچھا ہو
‘‘اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو’’

☆

☆

’’ہر گلِ گلستاں معطر ہے‘‘
باغِ خلدِ بریں معنبر ہے
عرقِ پاکِ شہِ مدینے سے
’’جانِ گل زار کے پسینے سے‘‘

☆

’’بارگاہِ خدا میں کیا پہنچے‘‘
اس پہ فضلِ خدا بھی کیا برسے
دوُر جو ہوگیا مدینے سے
’’گر گیا جو نبی کے زینے سے‘‘

☆

’’یہ کس کے دم سے مِلی ہے جہاں کو تابانی‘‘
زمانہ کس کے کرم سے ہوا ہے نورانی
اُجالا پھیلا ہر اک سمت نوُرِ آقا سے
’’مہ و نجوم ہیں روشن منارِ طیبہ سے‘‘

☆

☆

’’جو ہیں مریضِ محبت یہاں چلیں آئیں‘‘
کہ چارہ گر سے ہر اک درد کی دوا پائیں
کبیدہ ہوں نہ کبھی بھی ستم کے دریا سے
’’صدا یہ آتی ہے سُن لو مزارِ مولا سے‘‘

☆

’’میں تو ہوں بلبلِ بُستانِ مدینہ اخترؔ‘‘
زینتِ شمعِ شبستانِ مدینہ اخترؔ
شوق ہیں شاہِ مدینہ کی صفت آرائی کے
’’حوصلے مجھ کو نہیں قافیہ آرائی کے‘‘

☆

’’کس کو سنایئے گا یہاں غم کی داستاں‘‘
ہے کون جو کرے گا مداوائے غم یہاں
جتنے تھے سب رفیق ہمارے ، بدل گئے
’’جو غم میں ساتھ دیتے وہ سارے بدل گئے‘‘

☆

☆

’’درِ احمد پہ اب میری جبیں ہے‘‘
مجھے بخشش کا اب اپنے یقیں ہے
تصور میں مرے وہ دل نشیں ہے
’’مجھے کچھ فکرِ دوعالم نہیں ہے‘‘

☆

’’پی کے جو مست ہوگیا بادۂ عشقِ مصطفا‘‘
ہر ایک سے بلند تر رتبہ اُسے تو مِل گیا
حاصل اُسے بقا ہوئی اُلفت میں جو فنا ہوا
’’اُس کی خدائی ہوگئی اور وہ خدا کا ہوگیا‘‘

☆

’’گردشِ دور یانبی ویران دل کو کر گئی‘‘
یورشِ کرب و ابتلا حیران دل کو کر گئی
شاہِ مدینہ لیں خبر اب مجھ پہ وقت سخت ہے
’’تاب نہ مجھ میں اب رہی دل میرا لخت لخت ہے‘‘

☆

☆

’’اخترِ خستہ طیبہ کو سب چلے تم بھی اب چلو!‘‘
راہِ طیبہ کی طرف چلتے ہوئے پھولو پھلو!
کیف میں جھومتے رہو اوج پہ پہنچا بخت ہے
’’جذب سے دل کے کام لو اُٹھو کہ وقتِ رفت ہے‘‘

☆

’’ترس کھاؤ مری تشنہ لبی پر‘‘
رحم فرماؤ مجھ پر شاہِ کوثر
یہ بندہ طالبِ لطف و کرم ہے
’’مری پیاس اور اک جام! کم ہے‘‘

☆

’’خلائق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت ہے‘‘
تمہاری ذات ہی تو باعثِ ایجادِ خلقت ہے
تمہارے دم قدم سے ہی بہارِ باغِ جنت ہے
’’دوعالم پر تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے‘‘

☆

☆

’’تاروں کی انجمن میں یہ بات ہورہی ہے‘‘
نجم و قمر کے لب پر جاری یہ ہر گھڑی ہے
طیبہ کے ذرّے ذرّے سے ہر سمت روشنی ہے
’’مرکز تجلیوں کا خاکِ درِ نبی ہے‘‘

☆

’’یکتا ہیں جس طرح وہ ہے اُن کا غم بھی یکتا‘‘
ہے بالیقیں سبب یہ تسکینِ روح و دل کا
جس کو مِلا یہ لوگو! قسمت کا وہ دھنی ہے
’’خوش ہوں کہ مجھ کو دولتِ انمول مِل گئی ہے‘‘

☆

’’رہت آقا کی چھوڑ دی ہم نے‘‘
ہم کو گھیرا اسی لیے غم نے
دوُر اِس سے تو تاجِ شاہی ہے
’’اپنی مہمان اب تباہی ہے‘‘

☆

☆

’’ساقیِ کوثر دہائی آپ کی‘‘
فوجِ غم چھائی دہائی آپ کی
سوے ما چشمِ عنایت کیجیے
’’سوختہ جانوں پہ رحمت کیجیے‘‘

☆

’’کیجیے اپنا محض اپنا مجھے‘‘
ہو منوّر دل تمہارے عشق سے
دوُر دنیا کی محبت کیجیے
’’قطع میری سب سے نسبت کیجیے‘‘

☆

’’جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں‘‘
وہ بِن مانگے گدا کو نعمتِ عظمیٰ عطا کردیں
شہِ کوثر غم و آلام کو دل سے فنا کردیں
’’نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں‘‘

☆

☆

''گوش بر آواز ہوں قدسی بھی اُس کے گیت پر''
چوم لیں اُس کی زباں کو وجد میں وہ جھوم کر
اُن کی عظمت کے ترانے جب سنائے خیر سے
''باغِ طیبہ میں جب اخترؔ گنگنائے خیر سے''

☆

''مفتیِ اعظم یکے از مردمانِ مصطفیٰ''
ہیں وہی سالارِ عالی ، عاشقانِ مصطفیٰ
اُن سے جو پھر جائے اُس کی زندگی اچھی نہیں
''اس رضائے مصطفیٰ سے دشمنی اچھی نہیں''

☆

قطعاتِ بخشش............ڈاکٹر مُشاہدؔ رضوی
یہ کائنات تھی ڈوبی غرور و نخوت میں کسی میں پاسِ وفا تھا نہ دَرک اُلفت میں مرے نبی نے اُنھیں کو بنا دیا ہادی کچھ اس طرح سے لیا سب کو بزمِ وحدت میں ☆ ہے دوائے سوزِ قلبی شہ دیں کی مدح خوانی اُسے کیا ہو بے قراری جو نبی سے منسلک ہے اُسے کیا گزند ہوگی سرِ حشر گرمیوں سے جو ثنائے مصطفا میں صبح و شام منہمک ہے

ڈاکٹر مُشاہدؔ رضوی کی نعتیہ شاعری اصحابِ نقد و نظر کے سوچ کینوس پر

☆''لمعاتِ بخشش''محمد حسین مُشاہدؔ رضوی (مالیگاؤں، ناسک، مہاراشٹرا) کے خوشبو بھرے کلام کا مجموعہ ہے۔اچھے نعتیہ کلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مطالعہ کرتے ہوئے کلام کی خوشبو وجود کے اندر سرایت کرنے لگتی ہے۔یہ دیوانِ نعت ہے، چوں کہ یہ دیوان دنیا کی عظیم ترین شخصیت کے آہنگ سے تعلق رکھتا ہے اس لیے اس میں کچھ ایسی سحر انگیز کیفیتیں پیدا ہوگئی ہیں جو متاثر کرتی ہیں۔

محمد حسین مُشاہدؔ رضوی کے نعتیہ کلام میں فکر و نظر کی جو پرچھائیاں اُبھرتی ہیں وہ شاعر کے سوز و گداز اور کیف و سرمستی کی دین ہیں۔مجھے یقین ہے کہ محمد حُسین مُشاہدؔ رضوی کا یہ دیوانِ نعت خوب مقبول ہوگا۔

پروفیسر ڈاکٹر شکیل الرحمٰن باباسائیں (ممتاز محقق، ناقد و دانشور)، ہریانہ ۲۸/جولائی ۲۰۱۰ء بروز سنیچر

☆مُشاہدؔ رضوی کی نعت گوئی ایک اعلا مقصد کی طرف گامزن ہے۔اِن نعتوں کی زیریں رَو میں دنیا کے تمام اندھیروں کو دُور کر کے چاروں طرف روشنی پھیلانے کی خواہش اور سرورِ کائنات ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے اور اُن کی ذاتِ باصفات و باکمال سے محبت رکھنے کی خوشبُو موجود ہے۔ظاہر ہوتا ہے کہ مُشاہدؔ رضوی کی نعتیہ شاعری حضورِ پاک ﷺ کے وسیلہ سے انسان کے روحانی سفر کا احاطہ کرنے کے علاوہ سید البشر ﷺ سے اپنی والہانہ اور ہوش مندانہ عقیدت کا چراغ بھی روشن کر رہی ہے۔

سلطان سبحانی (ممتاز افسانہ نگار، فکشن رائٹر، شاعر و ادیب، مالیگاؤں)

☆ جناب محمد حسین مُشاہدؔ رضوی کا نعتیہ دیوان''لمعاتِ بخشش''ملا، کتاب بہت خوب ہے۔میں نے اسے جگہ جگہ دیکھا۔بہت متاثر ہوا۔ایسے پُر خلوص کلام کے لیے میری طرف سے مبارک باد قبول کریں۔مجھے امید ہے کہ یہ کتاب توشۂ آخرت میں اضافہ کی باعث ہوگی۔آپ نے کتاب کا نام ایسا رکھا ہے کہ امام احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے مجموعے''حدائق بخشش'' کا خیال آتا ہے گویا آپ نے ان کے کلام سے فیض اٹھایا ہے، جو بہترین بات ہے۔

ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی (الٰہ آباد)، ۱۳/مئی ۲۰۱۱ء

☆محمد حسین مُشاہدؔ رضوی کا بہت قیمتی تحفہ''لمعاتِ بخشش''موصول ہوا۔آپ کا نعتیہ کلام پڑھ کر ایمان تازہ ہوگیا۔بلاشبہ مُشاہدؔ رضوی کے کلام میں ایک سچے عاشقِ رسول (ﷺ) کے جذبات و احساسات نمایاں ہیں۔نعت لکھنا کتنا مشکل ہے وہ سب جانتے ہیں، لیکن جب عقیدت ہو، عشقِ رسول (ﷺ) کا جذبہ ہو، تو ایسے ہی خوب صورت اشعار نکلتے ہیں جیسے کہ''لمعاتِ بخشش''میں ہیں۔خدا کرے کہ آپ اسی طرح اور بھی کئی مجموعہ پیش کر سکیں کہ دل میں نبی (ﷺ) کا پیار ہو تو خدا غیب سے صلاحیتیں عطا کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر سیفی سرونجی (مدیرِ اعلا سہ ماہی انتساب، سرونج، مدھیہ پردیش)

☆ ''لمعاتِ بخشش''صوری لحاظ سے خوب صورت تو ہے ہی، معنوی لحاظ سے بھی عمدہ ہے۔ عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وارفتگی، تخیل کی پاکیزگی، دل کش لفظیات کے استعمال میں تازگی وطرفگی جیسے عناصر مُشاہدؔ رضوی کے کلام کے توصیفی پہلو ہیں۔ آرزوؔ صاحب حیات ہوتے تو ضرور کچھ نہ کچھ لکھتے، اب وہ نہیں رہے۔ اللہ اُن کی مغفرت فرمائے (آمین)۔

فخرِ عالم (لٹرری اسسٹنٹ ڈاکٹر مختارالدین احمد آرزوؔ، علی گڑھ) ۶؍ جولائی ۲۰۱۰ء

☆ آپ کی نعتوں منقبتوں کا مجموعہ '' لمعاتِ بخشش'' باصرہ نواز ہوا۔ پڑھ کر ایمان تازہ کیا، شروع سے اخیر تک پڑھتا رہا، اتنی کم عمری میں یہ شعری مقدس ذخیرہ ماشآء اللہ خوب سے خوب تر ہے۔

میاں مُشاہدؔ! ابھی آپ کو بہت کچھ لکھنا ہے، قبلہ اشرف میاں نے صحیح کہا ہے، کہ 'نعت گوئی کسبی نہیں وہبی ہے۔' یہ سچ ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت اور مفتیِ اعظم علیہم الرحمۃ کے کلام کا دل سے مطالعہ کیا ہے، آپ پر قبلہ نظمیؔ میاں دامت برکاتہم القدسیہ کا سایۂ التفات ہے۔ کسی عظیم کے قدموں میں رہ کر سراؤنچا کیا جاسکتا ہے۔ محترم ازہری میاں دامت برکاتہم القدسیہ آپ کے پیرِ طریقت ہیں، آپ قسمت والے ہیں، اُن کی خدمت میں جایئے تو یہ دونوں مصرعے تمنائے قدم بوسی کے بعد نذر کردیں۔

عقیدت کا لہکتا ہی رہے گا گلستاں اپنا ہے جس کا عزم مستحکم وہی ہے باغباں اپنا

دعائیں ہیں کہ آپ صحت وسلامتی سے ہوں، دین وملّت کی خدمت میں، سنّیت کا پرچم لہراتے رہیں، سرزمینِ مالیگاؤں ہمیشہ سے دین وادب، شریعت وطریقت، نظریاتِ اعلیٰ حضرت، سچی سنیت کا گہوارہ رہا ہے ان شآء اللہ تا حشر رہے گا، ابھی کچھ کمیاں ہیں بزرگوں کے فیضان سے سب ٹھیک ہوگا۔

فقیر بیکل اُتساہی غفرلہٗ، ۲۵؍ ستمبر ۲۰۱۰ء بلرامپور

☆ بیسویں صدی کا ربعِ آخر تقدیسی شاعری کی طرف مراجعت کا زمانہ رہا۔ برِ صغیر میں تب سے بے شمار حمد ونعت ومنقبت کے دواوین، کلیات اور مجامع منظرِ عام پر آنے لگے ہیں۔ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جس وتیرے کو اپنایا تھا، نعت گو شعرا کی اکثریت اب انھیں کو اپنا امام تصور کرتی ہے اور یہ نہایت خوش آیند بات ہے کہ اِس تقلیدی عمل سے بعض نہایت اہم نعتیہ مجموعے سامنے آئے ہیں۔ ''لمعاتِ بخشش'' کا شاعر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی نوعمر ونوجوان ہے۔ بچپن سے ان کا قلم عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے لیے صفحۂ قرطاس پر نعتوں کے موتی بکھیر رہا ہے۔ انھوں نے تقدیسی شاعری کی ہر صنف پر طبع آزمائی کی ہے اور بعض عمدہ اشعار ان اصناف کے تخلیق کیے ہیں۔

ڈاکٹر سید یحییٰ نشیطؔ (رکن مجلسِ ادارت بال بھارتی اردو، پونے) ۱۷؍ مئی ۲۰۱۰ء

☆ ''لمعاتِ بخشش'' کی شاعری سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ارادتِ مُرشد کا اظہار شاعرانہ لطافتوں کے جِلو میں عالمانہ رفعتوں کا حامل بھی نظر آتا ہے۔ شاعر کی دینی اور مسلکی فکر اس کے ایک ایک شعر سے مترشح ہے جس کے پُرخلوص ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ نعت ومنقبت کی شاعری جس تقدیس وتکریم کی متقاضی ہے، شاعر اس کے عُلو سے کماحقہٗ واقف ہے اور کسی اظہاری سطح پر اس سے انحراف شاعر کو گوارہ نہیں۔

محمد حسین مُشاہدؔ رضوی اپنے شعری اور فکری اظہار میں نظریاتی مسلکی پابندیوں سے پوری طرح وابستہ اور پیوستہ ہیں جس کا برملا اظہار ''لمعاتِ بخشش'' کی شاعری میں کیا گیا ملتا ہے۔ نظریاتی وابستگی، وہ دینی ہو کہ لادینی، اچھے سے اچھے شاعر کو اپنی حدود سے باہر جانے نہیں دیتی جس کے نتیجے میں شعری اور لسانی اظہار مخصوص لفظیات اور اسلوب کا بھی لامحالہ پابند ہوجاتا ہے، مُشاہدؔ بھی اس سے مبرّا نہیں۔ انھیں کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کریں۔

سلیم شہزاد (ممتاز ناقد ومحقق) ۱؍ نومبر ۲۰۱۰ء، مالیگاؤں

☆ عنوان کے ذیل کا شعر؎ چمک جائے مرا ظاہر مرا باطن مرے آقا
منور قلب ہوجائے مرا لمعاتِ بخشش سے

ایک عجیب طرح کی کشش رکھتا ہے اور متاثر کرتا ہے، پڑھنے کے بعد بے ساختہ آمین کہی، اس عمر میں ایسی بلند وپاکیزہ شاعری کم لوگوں کو میسر ہوئی ہے آپ خوش بخت ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے جو کچھ آپ کی زبان کہتی ہے اسی انداز سے آپ کے اعمال بولنے لگیں تو آپ کا کلام ہی نہیں آپ کی پوری ذات، آپ کی تمام حرکات وسکنات ایک دنیا کے لیے نمونۂ عمل بن جائیں۔''

ناوک حمزہ پوری (بہار) ۲۲؍ ستمبر ۲۰۱۰ء

☆ ''لمعاتِ بخشش''عصرِ حاضر کے نعتیہ ادب کی تاریخ میں ایک نادر اور عمدہ اضافہ ہے، جس میں شاعرِ موصوف نے اپنی عقیدت ومحبت کو ایک مخصوص اندازِ فکر، طرزِ اسلوب اور لامحدود ذوقِ ادب کو سہل زبان میں پیش کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ مُشاہدؔ رضوی کے کلام میں عظمتِ رسول، شخصیتِ رسول، عنایتِ رسول، فضائلِ رسول، شمائلِ رسول، خصائلِ رسول اور وقارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ پروردگارِ عالم جل جلالہٗ کی رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر لامحدود عنایات کی بارش اور عطا شدہ لامحدود رفعت ومنزلت کا شاعرانہ اور فن کارانہ طور پر علاماتی اظہار ملتا ہے۔ مُشاہدؔ کو فنِ نعت گوئی اور اسلامی وروحانی اور اخلاقی واقداری شاعری کا عرفان اور اظہارِ بیان کا تجربہ حاصل ہے۔ مُشاہدؔ نے پابند نعتیہ شاعری کے ساتھ ساتھ آزاد نعتیہ منظومات بھی نہایت خوب صورت انداز میں فکر انگیز، سلیس ورواں اور مختصر الفاظ کو مختلف دل کش عنوان کے تحت اپنے دیوان میں پیش کیا ہے۔''

منظور دایک، کشمیر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، سری نگر۔